ابوسعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت برکات الدعا
وقت 5-7 منٹ

اسلام کی اخلاقی تعلیمات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡـًٔا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ وَمَامَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ (النساء:37)

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو بھی تم اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین سے احسان کرو اور ان لوگوں سے بھی حسنِ سلوک کرو جو رشتہ دار، یتیم، مسکین، رشتہ دار ہمسائے اور غیر رشتہ دار ہمسائے، پہلو والے ساتھی، مسافر اور جو تمہارے ماتحت ہیں۔

یا الٰہی! ترا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ اسلام کی اخلاقی تعلیمات

اِس دنیا میں ایک انسان پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صورت میں جو ذمہ داریاں واجب ہیں ان کا خلاصہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے جو مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ اصلاحِ معاشرہ اور قیامِ امن کے لئے ان کی ادائیگی لازمی ہے۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک مکمل جامع حیات کا ذریعہ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا، تا کہ ایک عملی نمونہ کی شکل میں قرآن ہم سب میں زندہ ہو سکے۔ دین کا بنیادی ماخذ قرآن کریم، رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور کردار سازی کا بنیادی منشور ہے، یہ وہ کتابِ ہدایت ہے جس نے انسانیت کی راہنمائی کرتے ہوئے اسے اخلاق اور کردار سازی کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ یہ ایک مینارہ نور ہے جس سے سارا عالَم رہتی دنیا تک تاریکی سے نجات پاتا رہے گا۔

معاشرتی اور اجتماعی زندگی سنوارنے میں اخلاق کو نمایاں حیثیت حاصل ہے بلکہ معاشرت کی پہلی اینٹ اخلاقِ حسنہ ہی ہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ اخلاق اور دینِ فطرت ہے جس کا ہر قانون نہ صرف کردار کی تشکیل کرتا ہے بلکہ افراد کی زندگی کو تحفظ اور روح و قلب کو سکون فراہم کرتا ہے۔ اسلام کا مقصد بنی نوع انسان کو اس کی اصول زندگی سے آگاہی دلانا اور ایک الگ شناخت و تہذیب سے آراستہ کرنا تھا۔

اسلام دینِ فطرت اور فطری صلاحیتوں کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لئے راہ نمائی کرتا ہے۔

شبِ ظلمت چاہے کتنی ہی طویل کیوں نہ، روشنی کی ایک کرن سے ہار مان کر دم توڑ دیتی ہے۔ ظہورِ اسلام سے قبل انسانیت کی سب قدریں موت کی گہری نیند سو چکی تھیں۔ اسلام نے انسانیت کو گمراہی کی موت سے کھینچ کر زندگی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچایا۔ اسلام نے جو عمدہ اخلاقی نظام پیش کیا وہ انسانی طبائع کے لیے اکسیر ثابت ہوا اور ان کی وجہ سے تہذیب و ثقافت سے بے بہرہ عرب قوم میں ایسے اخلاقی نمونے پیدا ہوئے جن کی نظیر انسانی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

دنیائے اُفق پر جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو جبر و استبداد کی دبیز چادر تار تار ہو گئی، ظلم و سفاکیت اور ایذا رسانی کے گہرے بادل چھٹ گئے، انسانی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں واقع ہوئیں، تاریخِ انسانی نے ایک نئی کروٹ لی، ہدایت کے چراغ جگمگانے لگے، کفر و شرک کے اندھیرے چھٹنے لگے اور معاشرتی بد تہذیبی کافور ہوئی۔ عدل و انصاف، صدق و سادگی، خلوص و وفا اور محبت و اُلفت کی خوشگوار ہوائیں چلیں۔

سامعین! اسلام انسانیت کو روشنی کی طرف لانا چاہتا ہے۔ اس کا بنیادی فلسفہ لوگوں کو نیکی کی تعلیم ہے۔ آمدِ اسلام نے انسان کو انسانیت اور اس کے حقیقی مقام سے روشناس کروایا۔ اندھیرے میں چراغ کی مانند، دنیا کو اخلاق اور امن کا سبق دے کے جنت نظیر بنانے کے لئے حقوق و فرائض کا ایک کامل نظام عطا فرمایا۔ اسلام خدا کی طرف سے بندوں کے حق میں کامل ترین و جامع ترین پیامِ رحمت ہے۔ اسلام نے معاشرے کی نشوو نما اور اس کو پروان چڑھانے کے لئے حقوق و فرائض پر بہت زور دیا ہے۔

اسلام کا احسان ہے کہ مظلوم طبقہ کو وہ حقوق دیے جس سے وہ مدتِ دراز سے محروم چلے آرہے تھے۔ انسانی قہر و غضب اور ناانصافی کی چکی میں پستی مظلوم عورت کو عزت و تکریم اور تقدس و احترام ملا اسی طرح غلاموں، قیدیوں، ہمسایوں اور مسافروں کو حقوق عطا فرمائے۔ اسلام نے یہ حقوق اس لئے نہیں دیے کہ وہ اس کا مطالبہ کر رہے تھے بلکہ اس لئے دیے کہ یہ ان کے فطری حقوق تھے اور انہیں ملنا ہی چاہئیں تھے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے ہر ایک کو اس کی حیثیت کے مطابق حقوق دیئے اور ان کی استطاعت کے مطابق ان پر ذمہ داریاں ڈالیں۔

اسلام معاشرے کی اصلاح کا دعویدار ہے اور معاشرتی بُرائیوں کا قلع قمع کرتا ہے۔ اسلام عدل و انصاف کا دین ہے جس کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں اسی کو حقوق بھی زیادہ دیئے ہیں۔ عدل و انصاف اور حقوق کی مساویانہ تقسیم اسلام کا خاص وصف ہے حقوق میں بھی اس دینِ متین نے اعتدال کو اختیار کیا ہے۔

اسلام انسان کی ذہنی و عقلی، اخلاقی و معاشرتی، جسمانی و روحانی، انفرادی و اجتماعی تمام ضرورتوں کا کفیل اور ہر شعبہ حیات میں ترقیوں کا ضامن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور وہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضوں کو پُورا کرنے والا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 64)

اسلام میں جس طرح عبادات اور معاملات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اسی طرح یہ حسنِ اخلاق، تعمیر شخصیت اور کردار سازی کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ اخلاق در حقیقت صفاتِ الٰہیہ کے اس ظہور کا نام ہے جو بندے کی طرف سے ہو۔ پس ہم جب اللہ تعالیٰ کی صفات کی نقل کرتے ہیں تو با اخلاق کہلاتے ہیں۔ گویا ایک ہی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو تو اس کی صفت کہلاتی ہے اور بندے کی طرف سے ظاہر ہو تو خُلق کہلاتی ہے۔

دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں مختلف قوانین بناتی ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ قوانین ناقص اور نامکمل ثابت ہو جاتے ہیں اور ان قوانین کو بنانے والے خود اپنے ہاتھوں سے ان قوانین کو بدلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں لیکن اسکے مقابلہ میں اسلام کی وہ تعلیمات جو قرآن کریم کی شکل میں آج ہمارے پاس ہیں قیامت تک غیر متبدل ہیں اور آج بھی اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے قابل عمل تھیں۔

”اسلام“ نے زندگی کے ہر معاملے میں واضح اصول پیش کئے ہیں حسین اور پُر سکون زندگی گزارنے کے طریقے اور سلیقے بیان فرمائے ہیں تا کہ تمام افراد کو فرداً فرداً ان کے جائز حقوق ملتے رہیں اور وہ آرام وسکون کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں۔

اسلام کی اخلاقی تعلیم جیسی کسی اور مذہب کی تعلیم نہیں ہے کیونکہ اسلام نے تعلیم میں ہر ایک بات کا لحاظ رکھا ہے اور ہم پر دو حقوق فرض کیے ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ حقوق اللہ کو پورا کرنے کے لیے ہم پر عبادت اور محبتِ الٰہی فرض کی گئی ہے اور حقوق العباد کے پورا کرنے کے لیے ہم پر حسنِ اخلاق اور احسان فرض کیا گیا ہے۔

سامعین! حقوق اللہ میں ہے کہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھو، روزے رکھو، جس پر زکوۃ فرض ہے وہ زکوۃ ادا کرے، جس پر حج فرض ہو وہ حج کرے۔ اللہ کے نبیوں اور فرشتوں پر ایمان رکھو۔ گناہ سے بچو اسی طرح اور بہت سے احکام ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یعنی لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہے وہی اچھے ہوں۔ بعض عورتیں بعض عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا وہی اچھی ہوں اور عیب مت لگاؤ۔ اپنے لوگوں کے برے برے نام مت رکھو۔ بدگمانی کی باتیں مت

کرو۔ اور نہ عیبوں کو کرید کرید کر پوچھو۔ ایک دوسرے کا گلہ مت کرو۔ کسی کی نسبت وہ بہتان یا الزام مت لگاؤ۔ جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں اور یاد رکھو کہ ہر ایک عضو سے مواخذہ ہو گا اور کان، آنکھ، دل ہر ایک سے پوچھا جائے گا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 350)

اسلام نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں تاریخ ساز تبدیلی پیدا کی زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جہاں تک آفتابِ اسلامی کی کرنیں نہ پہنچی ہوں۔ قافلۂ انسانیت اسلام کی آمد سے پہلے ایک بھیانک اور تباہ کُن رُخ کی طرف محوِ سفر تھا۔ مجموعی طور پر دنیا کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، سیاسی اور علمی حالت نہایت ابتر تھی۔ اسلام کی دل گیر صداؤں نے اسے ایک روح پرور، حیات بخش اور امن آفریں منزل کی طرف رواں دواں کر دیا۔

سامعین! حقوق العباد میں پہلے تو انسان کا حق خود اپنے پر ہوتا ہے اس کے لیے حکم ہے کہ علم سیکھو اور دین کے ساتھ ساتھ اپنی روزی کا بھی خیال رکھو۔ والدین کی اطاعت کرو، اہل و عیال کے ساتھ نیک سلوک کرو، عزیزوں، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، ہمسائیوں کا خیال رکھو، مسافروں کی مدد کرو۔ غرضیکہ وہ تعلقات جو ایک بندے کے خدا سے ہونے چاہئیں اور وہ جو کہ بندوں سے ہونے چاہئیں، اسلام کی تعلیمات میں ان سب کو بہت خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اے مومنو! تم سارے کے سارے، پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کی مکمل طور پر اطاعت کرو۔ (البقرہ:209)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو! اسلام ایک موت ہے جب تک کوئی شخص نفسانی جذبات پر موت وارد کر کے نئی زندگی نہیں پاتا اور خدا ہی کے ساتھ بولتا، چلتا، پھرتا، سنتا، دیکھتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہوتا۔"

(الحکم جلد 11 نمبر 2۔ 17 جنوری 1907ء صفحہ 8)

فرمایا:

"اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنا، میرا جینا، میری نماز، میری قربانیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں۔"

(الحکم جلد 5 نمبر 3 مورخہ 24 جنوری 1901ء صفحہ 3)

دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت پی لو تو اس کو یارو! آبِ بقا یہی ہے

سامعین! اللہ تعالیٰ نے محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل اور جامع تعلیم دے کر مبعوث فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ کہ مَیں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ بلاشبہ آپؐ نے مکارم اخلاق کے بہترین نمونے قائم کرنے کا حق ادا کر کے دکھا دیا اور ہر خلق کو اس کی معراج تک پہنچا دیا۔ تبھی تو عرش کے خدا نے اس پر گواہی دی کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:5) کہ اے نبیؐ! یقیناً آپؐ عظیم الشان اخلاق فاضلہ پر قائم ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخِ انسانی کے سب سے اعلیٰ اخلاقی معیار قائم کئے۔ نبی کریمؐ کے عمدہ اخلاق کا فیضان تھا کہ آپؐ کی دعوت نہایت تیزی کے ساتھ عربوں میں پھیلتی چلی گئی۔ انسانِ کامل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور کام دونوں ہی قابل تعریف ہیں۔ تمام اخلاق جو ایک انسان میں ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب آپؐ میں موجود تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"آپؐ کی زندگی کے کل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہیں۔ جس طرح پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانونِ قدرت اس کی فعلی کتاب ہے، اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”دنیا اور اس کے فوائد اور اس کی سہولتیں چند روزہ ہیں۔اپنے انجام کی ہمیں فکر کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم کس طرح حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔جماعت کو مَیں اکثر توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ ہمیں اپنے اخلاقی معیار بلند کرنے چاہئیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنی اناؤں کے جال میں نہیں پھنسنا چاہئے۔جماعت کے ہر فرد کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اخلاق اور انسانیت کا معیار بنیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 اکتوبر 2014)

جذبۂ ایمانی کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق کے نمونہ کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔یہی حقیقی کامیابی کا راستہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ھُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبد الحمید صاحب کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✿✿✿✿